Volume 02, Issue 03,
October-December 2024
PP: 195-204
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

مدنی زندگی میں آپ ﷺ کی تبلیغی مساعی کا تحقیقی جائزہ

A Research Overview of Preaching Efforts of Muhammad (PBUH) during the Madīna Period

Dr. Farida Kakar[1] ***Dr. Naseem Akhter***[2]

Article History

Received
02-12-2024

Accepted
22-12-2024

Published
25-12-2024

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
Signatory of DORA
ACADEMIA
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

The life of Prophet Muḥammad (PBUH) is divided into two distinct phases: the Makkan period, lasting 13 years, and the Madīnan period, covering the final 10 years of his life. During the Makkan phase, the Prophet (PBUH) faced intense opposition from the Quraysh due to his efforts to preach Islām. This hostility ultimately led to his migration (Hijra) to Madīna, marking a pivotal transition in Islamic history. In Madīna, the Prophet (PBUH) not only found refuge but also an opportunity to establish an Islamic society rooted in faith, justice, and mutual cooperation. He laid the foundation of this society by building mosques, such as those in Qubāʾ and Madīna, which served as centers for worship, education, and community development. The Prophet (PBUH) actively engaged in daʿwa (invitation to Islām), conducting outreach to both local tribes and distant regions. His strategic and compassionate methods of preaching, combined with his exemplary character and moral conduct, led to the rapid spread of Islām. Key milestones of this era include the conquest of Makka in 8 AH, which resulted in mass conversions to Islām, and the reception of numerous delegations from across Arabia who embraced Islām after witnessing the Prophet's (PBUH) exemplary leadership and ethical standards.

This study emphasizes that the success of Prophet Muḥammad's (PBUH) mission highlights the effectiveness of his preaching methods. It underscores the importance of adopting these principles—such as compassion, wisdom, and adaptability—in contemporary efforts to spread the message of Islām.

Keywords

Qubā and Madīna, Dawati Expeditions, Invite, Deputations, Morals.

[1]***Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadar Khan Women's University, Quetta, Baluchistan.***
faridakakar5@gmail.com
ORCID ID: 0009-0001-4873-8368
[2] ***Associate Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.***
khtrnsm@yahoo.com
ORCID ID: 0000-0002-7077-6993

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

OPEN ACCESS

آنحضور اکرم ﷺ کو رب العزت نے داعی بنا کر بھیجا، لہٰذا پوری زندگی آپ ﷺ کا کام دعوت و تبلیغ ہی میں رہا۔ آپ ﷺ کے سامنے جو شخص، کنبہ یا قبیلہ آتا تو آپ ﷺ بہت اچھے طریقے سے ان پر اسلام کو پیش فرماتے۔ کبھی سب آپ ﷺ کی بات سن کر مان لیتے اور اسلام قبول کرتے، کبھی کچھ لوگ اسلام قبول کرتے تھے اور کئی لوگ اسلام قبول نہیں کرتے تھے اور کبھی آپ ﷺ کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اللہ کے حکم کی تعمیل اور اسلام کی تبلیغ کے لئے آپ ﷺ دن رات کوشش کرتے تھے۔ جب قریش مکہ نے آپ ﷺ کو بہت زیادہ تنگ کیا اور دعوت اسلام کے لئے کام نہیں کرنے دیتے تھے، تو آپ ﷺ نے دعوت کے لئے ان دنوں کے انتخاب سے فائدہ اُٹھایا، جن میں جنگ و جدل حرام تھا۔ یعنی حج کا زمانہ، اس زمانے میں باہر کے لوگ حج کے لئے مکہ آتے تھے۔ آپ ﷺ ان کے پاس جاتے اور ان پر اسلام پیش کرتے تھے۔ 10 نبوی میں چھ خزرجیوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر حج کے ایام میں عقبہ کے مقام پر اسلام قبول کیا۔ ان چھ مدنیوں کے قبول اسلام سے مدینہ منورہ میں اسلامی تحریک کی ابتداء ہوئی، ان کی دعوت سے بھی بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ اگلے سال بارہ لوگ حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے انہوں نے عقبہ کی وادی میں آپ ﷺ سے بیعت کر کے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ قبیلہ اوس و خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ سے ایک قاری کو ساتھ لے جانے کی درخواست کی تاکہ وہ ان کو قرآن اور اسلام سکھائیں۔ آپ ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا تاکہ وہ نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کریں اور غیر مسلموں کو اسلام اور دین حق کی طرف بلائیں۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد انہوں نے گھر گھر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی۔ ان کی مخلصانہ کوششوں اور پر جوش مساعی سے اوس و خزرج کی بعض اہم شخصیات نے اسلام قبول کیا۔ جب قبیلہ بنی الاشہل کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسلام پیش کیا، تو وہ مسلمان ہو گئے۔ جب معاذ اپنے قبیلہ والوں کے پاس آئے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ سوائے ایک شخص اُصیرم کے سب لوگوں نے اپنے سردار کی بات مان لی اور اسلام قبول کر لیا۔ اُصیرم جنگ اُحد کے دن اسلام قبول کر کے اسی دن شہید ہو گئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے داعیوں اور مبلغوں کی ایک ایسی پر جوش جماعت پیدا کر دی، جنہوں نے مل کر پورے مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت کا فریضہ سر انجام دیا۔ اگلے سال 75 لوگ حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے پاس جا کر دعوت دی، وہ آپ ﷺ کی دعوت سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی، ساتھ ہی آپ ﷺ کی حمایت و نصرت اور حفاظت کا حلف بھی اٹھایا۔ آپ ﷺ نے کفار مکہ کے ظلم و ستم کی وجہ سے ان کی دعوت کو قبول کیا۔ قریش مکہ آپ ﷺ کو دعوت دین کا کام نہیں کرنے دیتے تھے۔ مگر آپ ﷺ کا اصل کام دعوت دین ہی تھا۔ لہٰذا اس کام کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ نے اپنا وطن اور عزیز و اقارب چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ہجرت مدینہ میں محمد ﷺ کی تبلیغی کاوش:

تبلیغ کی وجہ سے کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ کے جانی دشمن بن کر آپ ﷺ کی جان لینے (نعوذ باللہ) کا فیصلہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے اذن اللہ کے مطابق مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت مدینہ کا سفر بہت مشکل تھا کیونکہ پیچھے سے کفار لگے ہوئے تھے اور انجان علاقے میں جانا تھا، لیکن اس کٹھن اور مشکل سفر میں بھی آپ ﷺ نے تبلیغ کا دامن نہیں چھوڑا اس موقع پر بھی تبلیغ کے تین نمونے ملتے ہیں:

- اول سراقہ بن مالک بن جعشم، جنہوں نے آپ ﷺ کا پیچھا کیا، راستے میں گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا، اس نے فال دیکھ کر کہ صحیح نہیں آئی پھر روانہ ہو گیا حتیٰ کہ تین دفعہ گرا۔ ہر بار فال فیل ہوتا رہا بالآخر معافی مانگی آنحضور ﷺ نے اسے امان نامہ دے دیا۔ نبی اکرم ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ حنین و طائف کی جنگوں کے موقع پر سراقہ آپ ﷺ سے ملے اور مسلمان ہو گئے۔

- دوم حضرت اُم معبد خزاعیؓ اور ان کے شوہر ابو معبد خزاعیؓ کا مسلمان ہونا تھا، جو آپ ﷺ کی معجزانہ طاقت اور شخصیت سے متاثر ہو گئے۔ میاں بیوی دونوں آپ ﷺ کے اچھے اخلاق سے متاثر ہو کر مدینہ منورہ آگئے اور اسلام قبول کر لیا۔
- سوم حضرت بریدہؓ اور ان کے ساتھی 70 افراد کا قبول اسلام تھا۔ انہوں نے بھی انعام کے لالچ میں مہاجر گروہ کا پیچھا کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اچھا برتاو کیا وہ آپ ﷺ کے رویے سے متاثر ہو کر سب مسلمان ہو گئے۔

ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ آنحضورؐ کا حسن اخلاق بھی اشاعت اسلام کا موثر ذریعہ بنا۔

اصحاب صفہ کی دعوتی سرگرمیاں:

مسجد نبوی کے ایک کونے میں سائبان اور چبوترہ (صفہ) بنایا گیا۔ جس پر وہ مہاجر صحابہ رہنے لگے جن کا گھر نہیں تھا اور نہ کوئی کاروبار کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مختلف مقامات سے آنے والے وفود میں جو لوگ اپنے قبول اسلام کا اعلان کرتے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا اقرار کرتے، وہ بھی اسی چبوترے پر قیام کرتے تھے۔ مہاجر حضرات اور بیرون شہر سے آنے والے اصحاب کے علاوہ انصار میں سے بھی بہت سے لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنے لئے صفہ پر رہائش رکھنا پسند کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنی پسند اور اپنے اختیار سے زاہدانہ زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ اصحاب صفہ نہ صرف عبادت وریاضت اور درس و تدریس کا کام کرتے تھے بلکہ انہوں نے دعوت کے میدان میں بھی کوششیں کی ہیں۔

مدنی مہمات میں آنحضور ﷺ کی تبلیغی مساعی:

ان مہمات کے مقاصد بقول مولانا محمد زاہد اقبال کچھ یوں تھے:

- قبائل کو دعوت اسلام دے کر اپنا حلیف و معاون بنانا۔
- مضافات کے قبائل میں اپنی حربی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی جنگی طاقت کا اندازہ کرنا۔
- ان سے امن کے معاہدے کرنا۔
- ان سے یہ عہد لینا کہ اگر مشرکین مکہ مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں، تو وہ ان کا ساتھ نہ دیں گے۔ [1]

رجیع کی مہم:

یہ ایک دعوتی مہم تھی، جو صفر 4ھ میں پیش آئی۔ قبائل عضل و قارہ کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دین داری ہے۔ آپ ﷺ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو روانہ کر دیں، تاکہ وہ ہمیں اصول دین سکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب صفہ میں سے چھ صحابہ کرامؓ کا انتخاب کیا۔ مرثد بن ابی مرثد کو اس جماعت کا امیر مقرر کر دیا۔ جب یہ رجیع کے مقام پر پہنچے، تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی اور مسلمانوں کو گھیر لیا۔ مسلمانوں نے بھی تلواریں نکالیں۔ انہوں نے مسلمانوں سے یہ عہد کیا کہ وہ مسلمانوں کو قتل کرنا نہیں چاہتے ہیں بلکہ مکہ والوں کے ہاتھ بیچنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تین صحابہ (مرثد بن ابی مرثد، خالد بن بکیر اور عاصم بن ثابت) کو عہد قبول نہ کرنے کی وجہ سے شہید کر دیا۔ باقی تین صحابہ کرامؓ کو مکہ روانہ کیا۔ راستے میں چوتھے کو بھی شہید کر دیا۔ دو صحابہ کرام خبیبؓ اور زیدؓ کو مکہ میں فروخت کر دیا۔ زید بن الدثنہؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید کر کے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کر دیا اور حضرت خبیبؓ کو حجیر بن ابی وہاب نے عقبہ کے لئے خرید لیا۔ عقبہ نے اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دیا۔ [2]

بیر معونہ کی مہم:

صفر 4ھ میں ابو براء عامر بن مالک بنو عامر کے سردار آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا، اسلام کے فوائد بتائے اور قرآن سنایا۔ انہوں نے نہ تو اسلام کا اقرار کیا اور نہ اس کی تردید کی بلکہ اسلام کی تعریف کی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ صحابہ کرامؓ کو اہل نجد کے پاس بھیجنے کی درخواست کی تاکہ وہ اہل نجد کو اس دین کی دعوت دیں اور وہ اسلام قبول کریں۔ آپ ﷺ نے اندیشہ کا اظہار کیا مگر ابو براء نے ان کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ آپ ﷺ نے منذر بن عمروؓ کی قیادت میں اصحاب صفہ میں سے ستر قاریوں کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ صحابہ کرام کی جماعت جب بیر معونہ پہنچی تو انہوں نے حرامؓ بن یلمان کو رسول اللہ ﷺ کے خط کے ساتھ عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر نے ابو براء کے عہد کو توڑ کر بنو سلیم کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔ انہوں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا ۔سوائے عمرو بن امیہ کے تمام مسلمان شہید کر دیئے۔ [3]

مولانا محمد یوسف لدھیانوی "معارف النبوی" میں لکھتے ہیں:

"ان حضرات کو سب سے زیادہ غم اس بات کا تھا کہ ہمارے نبی کو اس بات کا پتا ہی نہیں، کوئی ہم میں سے جا کر خبر ہی پہنچا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم پہنچائیں گے، تمہارا پیغام ہم پہنچائیں گے، چنانچہ جبریل علیہ السلام نے آکر حال احوال بتایا اور ان کی شہادت کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے سے ان لوگوں نے اپنا یہ پیغام پہنچایا ہے:

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا انّا قَدْ لَقِیناً کَ فَرَضِیْناَ عنکَ وَ رَضِیْتَ عَنَّا

اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ ہماری آپ سے ملاقات ہوئی، پس آپ ہم سے راضی ہو گئے ،ہم آپ سے راضی ہو گئے [4]

رسول اللہ ﷺ کو بیر معونہ کے واقعہ نے بہت رنج دیا۔ آپ ﷺ نے کسی اور پر اتنا رنج اور دکھ کا اظہار نہیں فرمایا جتنا مقتولین بیر معونہ پر۔ مندرجہ بالا واقعات سے یہ واضح ہوا کہ آپ ﷺ کی کوششوں سے مسلمانوں میں سے ایسی جماعتیں بھی تیار ہو گئی جنھوں نے دین کی خاطر اپنی زندگیاں قربان کر دیں اور دعوت و تبلیغ اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور ان کو دعوتی مشن اپنی جان سے بھی عزیز تھا، رجیع اور بیر معونہ کی دعوتی مہمات میں انتہائی قیمتی جانیں شہید ہو گئیں۔ ان مہمات میں صفہ کی تربیت یافتہ جماعت نے دین کی خاطر قربانی دی۔ رسول اللہ ﷺ کو ان واقعات کا بہت دکھ ہوا۔ اس لئے بعد میں تبلیغی مہمات کو حفاظت کے پیش نظر مسلح کر کے بھیجا گیا۔

صلح حدیبیہ:

صلح حدیبیہ 628 عیسوی میں نبی کریم ﷺ اور قریش مکہ کے بیچ ہونے والا ایک اہم معاہدہ تھا۔ یہ معاہدہ حدیبیہ نامی مقام پر طے پایا جو مکہ کے قریب ہے۔ اس کا بنیادی مقصد مسلمانوں اور قریش کے درمیان امن وامان قائم کرنا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا کہ وہ اور ان کے صحابہ مکہ میں عمرہ ادا کر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر کے لئے وہ 1400 صحابہ کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ تاہم قریش مکہ نے انہیں حدیبیہ کے مقام پر روک دیا۔ مذاکرات کے بعد ایک معاہدہ طے پایا جسے صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ جو ان مندرجات پر مشتمل تھا:

1. جنگ بندی: دس سال کے لئے دونوں فریقین کے درمیان جنگ نہیں ہو گی۔
2. عمرہ کی اجازت: مسلمان اس سال بغیر عمرہ کے جائیں گے، مگر اگلے سال تین دن کیلئے مکہ آکر عمرہ ادا کریں گے۔

3. پناہ گزینوں کی واپسی: جو مسلمان مکہ سے مدینہ جائیں گے انہیں واپس مکہ بھیجا جائے گا، مگر جو مدینہ سے مکہ جائیں گے انہیں واپس نہیں کیا جائے گا۔
4. قبائلی معاہدے: مختلف قبائل کو حق ہو گا کہ وہ کسی بھی فریق کے ساتھ معاہدہ کر سکتے ہیں۔

اہمیت:

صلح حدیبیہ کی اہمیت کو اسلام کی تاریخ میں ایک موڑ سمجھا جاتا ہے:

- امن و استحکام: اس معاہدے نے مسلمانوں کو امن و استحکام کا موقع فراہم کیا، جس سے وہ اپنی کمیونٹی کو مضبوط بنا سکے۔
- سیاسی پہچان: قریش نے مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کو تسلیم کیا۔
- تبلیغ اسلام: معاہدے کی بدولت اسلام کا پیغام زیادہ وسیع پیمانے پر پھیل سکا۔[5]

اس معاہدے میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ مسلمانوں اور قریش کے مابین دس سال کی جنگ بندی ہو گی۔ اب تک مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ میل جول نہیں تھا لیکن اس معاہدے کی وجہ سے ان کا ایک دوسرے سے میل جول شروع ہو گیا۔ اس طرح جو مسلمان مکہ جاتے تھے اہل مکہ ان کے اخلاق اور حسن سلوک سے متاثر ہوتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کفار کے دل بھی اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ اس دوران کافی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ان میں قریش کی اہم شخصیات جیسے حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ عمرہ کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو کے قریب صحابہ کرام تھے، لیکن دو سال بعد فتح مکہ کے وقت دس ہزار مسلمان تھے۔ یہ حدیبیہ کے معاہدے کا نتیجہ تھا۔

غزوہ فتح مکہ:

628عیسوی میں صلح حدیبیہ کے معاہدے کے تحت مسلمانوں اور قریش مکہ کے مابین دس سال جنگ بندی تھی۔ لیکن قریش کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کافی لوگ مر گئے۔ اس حملے میں قریش نے بنو بکر کی حمایت کی، جو صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی تھی۔ جب یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو انہوں نے مکہ کی طرف پیش قدمی کا فیصلہ کیا۔ ان کے ساتھ تقریباً 10،000 مسلمان تھے۔ اس وقت قریش کے سردار ابو سفیان نے نبی ﷺ سے ملاقات کی اور ان کے سامنے معافی طلب کی، مگر مسلمانوں نے اپنے فیصلے پر قائم رہتے ہوئے مکہ کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔ محمد ﷺ نے اپنی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور مختلف راستوں سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تاکہ خونریزی کم سے کم ہو۔ صرف خالد بن ولید کی قیادت میں ایک مختصر جھڑپ ہوئی جس میں چند افراد ہلاک ہوئے، مگر مجموعی طور پر مکہ بغیر کسی بڑی مزاحمت کے فتح ہو گیا۔ مکہ رمضان 8ھ میں فتح ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سب کو معاف کر دیا۔ آپ ﷺ کے اس رویے کو دیکھ کر اکثر قریش نے اسلام قبول کیا۔ چند لوگوں نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا مگر تھوڑے دن بعد انہوں نے بھی اسلام قبول کیا۔

مبلغین کا مختلف علاقوں میں روانہ کرنا:

جب مکہ فتح ہوا تو اب دعوت اسلام کے لئے یہ خطرہ نہیں رہا کہ اس کے مبلغین جہاں جائیں وہاں ان کو بے دریغ قتل کر دیا جائے گا بلکہ اب مسلمان اپنے دین کی دعوت و تبلیغ کے لئے ہر جگہ جا سکتے تھے۔ اس بناء پر آپ ﷺ نے تمام اطراف عرب میں مبلغین بھیج دیئے تاکہ لوگوں کو اسلام کے فضائل و محاسن بتا کر ان کو اسلام کی ترغیب دیں۔ مسلمانوں کی حفاظت و احتیاط کے لئے کسی قدر فوج بھی ان کے ساتھ بھیج دی

جاتی تھی تاکہ ان کو کوئی ضرر نہ پہنچانے پائے اور وہ آزادی سے تبلیغ اسلام کر سکیں۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے کئی مبلغین مختلف علاقوں میں بھیجے جن میں چند مبلغین کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:۔

حضرت خالد بن ولیدؓ بنی حارث کی طرف:

نجران کے علاقے میں بنی حارث کے نام سے ایک بت پرست قبیلہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس قبیلے کی طرف دعوت اسلام کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو روانہ فرمایا اور ان کو نصیحت کی:

"ان کو لڑائی سے پہلے تین مرتبہ اسلام کی طرف بلائیں اور اگر وہ اسلام کی دعوت کو قبول کر لیں تو ان کا اسلام قبول کر لو اور اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان سے جنگ کرو"[6]

حضرت خالد بن ولیدؓ نے نہایت احتیاط کے ساتھ آپ ﷺ کے احکام پر عمل کیا اور بہت ملائمت کے ساتھ ان کو اسلام کی تبلیغ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب لوگ بآسانی اسلام لے آئے۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ نے ان کو ارکان اسلام کی تعلیم دی۔

معاذ بن جبلؓ اور حضرت موسیٰ اشعریؓ کا یمن کی طرف روانہ کرنا:

حضرت معاذ سے پہلے حضرت علیؓ کی دعوت و تبلیغ سے یمن کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد تمام یمن میں تبلیغ اسلام کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو نامزد فرمایا۔ دونوں صاحب یمن کے ایک ایک ضلع میں بھیجے گئے تھے۔ حضرت معاذؓ کو یمن کے بلند حصے پر حاکم مقرر کیا اور ابوموسیٰ اشعریؓ کو نشیبی علاقے پر حاکم مقرر کیا۔ چلتے وقت آپ ﷺ نے ان لوگوں کو جو باتیں تعلیم فرمائیں وہ درحقیقت اسلامی تبلیغ کے اصول ہیں۔[7]

کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور مسلمان ہوتے، اسلام کا پیغام پھیلانے کے لیے اپنے اپنے قبیلوں میں واپس آنے سے پہلے کچھ دن یہاں گزارتے۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم چند قبائلی رہنماؤں اور مبلغین کا ذکر کریں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے تعلیم اور رہنمائی حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے قبیلوں کو اسلام کی دعوت دینے کا فرض پورا کیا۔

عمیر بن وہبؓ کی قریش مکہ کو دعوت:

عمیر بن وہبؓ قریش کے ممتاز سرداروں میں سے تھے۔ وہ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ تاہم جب ان کے بیٹے نے، جسے جنگ بدر کے دوران مسلمانوں نے پکڑ لیا تھا، پیغمبر اسلام کے قتل کی منصوبہ بندی کی تو معاملات نے ایک اور رخ اختیار کیا۔ صفوان بن امیہ بھی اس منصوبہ میں شامل تھا۔ چنانچہ وہ مدینہ چلے گئے، لیکن اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کی سازش سے آگاہ کر دیا۔ اس شیطانی منصوبے کا علم ہوتے ہی عمیر نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی اجازت سے مکہ مکرمہ میں اسلام کا پیغام پھیلانا شروع کیا۔ اس کے نتیجے میں صفوان بن امیہ سمیت بہت سے لوگوں نے ان کے اثر سے اسلام قبول کیا۔

ابو امامہؓ باہلی کی اپنی قوم باہلہ کو دعوت اسلام:

ابو امامہ کے قبول اسلام کے بعد نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک مبلغ کے طور پر اپنی قوم کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ دیں۔۔ پہلے تو ان کی قوم نے ان کی بات نہ مانی لیکن وہ ثابت قدم رہے، بالآخر ان کی کوششیں رنگ لائیں اور پوری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمروؓ بن مرہ جہنی کی اپنی قوم کو دعوت:

بعثت رسول کی خبر سن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کی اجازت پر حضرت عمروؓ بن مرہ کی مسلسل دعوت اور کوشش سے ان کی قوم مسلمان ہوگئی۔[8]

ابو ثعلبہؓ خشنی کی اپنی قوم کو تبلیغ:

حضرت ابو ثعلبہؓ کا تعلق قبیلہ قضاعہ کی شاخ خشین سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو ثعلبہ کو اپنے قبیلے میں داعی بنا کر بھیجا۔ حضرت ابو ثعلبہ کی کوششوں کے نتیجے میں ان کے پورے قبیلے نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کر لیا۔ [9]

حارث بن ضرار کی اپنی قوم کو دعوت اسلام:

حضرت حارث بن ضرار نے بارگاہِ رسول میں آکر اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام اور زکوۃ کے عقائد کی تعلیم دی۔ حضرت حارث بن ضرار رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی اجازت سے اپنے قبیلے میں واپس گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ قبیلے نے ان کی پکار پر لبیک کہا اور سب مسلمان ہو گئے۔ [10]

ان مبلغین کے علاوہ اور بھی بہت سے مبلغین کو اپنی اپنی اقوام کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھیجا گیا جیسے عمروؓ بن حزم بنو حارث بن کعب کی طرف، عبد اللہؓ بن عوسجہ کو حارثہ بن عمرو کی طرف، مسعودؓ بن وائل کو بنی سلیم کی طرف، مالکؓ بن عمرو کو اہل فدک کی طرف، عامرؓ بن شہر کو ہمدان کی طرف اور فروہؓ بن مسیک کو قبیلہ مراد کی طرف بھیجا گیا۔ الغرض قبائل عرب میں کوئی قبیلہ ایسا نہیں رہا جس کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا پیغام نہ پہنچایا ہو۔ مدنی دور میں جس تیزی سے اسلام پھیلا، اس میں ان مبلغین کی کوششیں بھی شامل ہیں، جن کو آپ ﷺ نے ان کی اپنی اقوام کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھیجا تھا۔

وفود اور تبلیغ دین:

فتح مکہ کے بعد ہر طرف سے لوگ قبول اسلام کیلئے مدینہ آنے لگے۔ اس حالت کا نقشہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْ خُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا [11]

جب پہنچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے دین میں غول کے غول۔

9ھ میں مدینہ میں بہت سے وفود کا آنا شروع ہو گیا اسی وجہ سے اس سال کو عام الوفود کہا جاتا ہے۔

وفد بنو تمیم:

بنو تمیم کے وفود بڑی شان و شوکت سے آئے، قبیلہ کے تمام بڑے بڑے رؤساء اقرع بن حابس وغیرہ سفارت میں شامل تھے۔ یہ لوگ اگرچہ اسلام قبول کرنے کی غرض سے آئے تھے تاہم فخر و غرور ان میں باقی تھا۔ دربار نبوت میں پہنچتے ہی جہالت کی پکار سے آپ ﷺ کو بلایا۔ جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ [12]

جو لوگ پکارتے ہو تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔

انہوں نے بے تحاشہ آوازیں اور چیخنا شروع کیا کہ محمد! باہر آیئے اور ہماری بات سنئے۔ اس موقع پر حضور ﷺ کی بجائے اگر کوئی دنیوی حکمران ہوتا تو کتنی سخت سزائیں دیتا مگر آپ ﷺ انتہائی خاکساری کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ ہم تم سے مفاخرہ کرنے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے حکمت سے کام لیا اور ان کی یہ درخواست منظور کر لی۔ مفاخرے کے بعد ثالث اقرع بن حابس تمیمی نے کہا:

"قسم ہے میرے ماں باپ کی! ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں" [13]

مفاخرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ نے بہت کچھ انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

وفد بنی عبد القیس:

وفد بنی عبد القیس کے چند لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ ان کے آنے پر خوش ہوئے۔ان لوگوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا، جس کو انہوں نے قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے سردار کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے بتایا پھر آپ ﷺ نے ان کی تعریف کر کے دو خصلتیں "حلم اور وقار" بتائیں۔ جس میں یہ حکمت ہے کہ حقیقت میں اصل خوبصورتی اور حسن رنگ ونسل کا نہیں بلکہ اخلاق حمیدہ ہیں۔

وفد بنو حنیفہ:

یہ وفد یمامہ سے 10ھ میں آیا اور 19 آمیوں پر مشتمل تھا، جن میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ جب یہ وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسیلمہ کو اپنے فرود گاہ میں چھوڑ آئے تھے جب یہ مسلمان ہوئے ان لوگوں کے ساتھ مسیلمہ بھی مسلمان ہوا تھا۔ پھر یہ لوگ یمامہ چلے گئے۔ بعد میں مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔[14]

وفد بنی طئی:

یمن میں طئی نہایت نامور قبیلہ تھا اس قبیلہ کے رؤساء زید الخیل اور عدی ابن حاتم حاضر خدمت ہوئے۔ آپس میں گفتگو ہوئی حضور ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا یہ سب لوگ صدق اور اخلاص کے ساتھ اسلام لائے۔[15]

وفد بنو ثقیف:

بنو ثقیف آپ ﷺ کے سخت دشمن تھے مگر اللہ نے ان کے دلوں میں اسلام لانے کا شوق پیدا کیا۔ یہ لوگ عبد یالیل کی سرداری میں مدینہ روانہ ہوئے جن کے آنے سے آپ ﷺ بہت خوش ہو گئے۔ رسول کریم ﷺ نے ان لوگوں کو مسجد نبوی کے صحن میں ٹھہرایا اور ان کے لئے خیمے نصب کرا دیے۔ کچھ لوگ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے ہاں بھی ٹھہرائے گئے۔ صحن مسجد میں ان لوگوں کو ٹھہرانے کی غرض نبی کریم ﷺ کی یہ تھی کہ مسلمانوں کی دینی حالت اور اخلاق سے یہ لوگ متاثر ہو جائیں اور اسلام کی محبت ان کے دل میں پیدا ہو، نیز یہ کہ وقتاً فوقتاً ان کو تبلیغ بھی ہوتی رہے۔ حضور ﷺ نماز عشاء کے بعد ان لوگوں کے پاس چلے جاتے اور گھنٹوں ان سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ حسب موقع تبلیغی گفتگو بھی فرماتے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اسلام لانے پر آمادگی ظاہر کی، مگر کچھ شرطیں رکھیں مگر آپ ﷺ نے نامنظور کیں۔ اس کے بعد یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔[16]

الغرض وفد بنی اسد، وفد بنی عبس، وفد بنی فزارہ، وفد مرہ، وفد ثعلبہ، وفد بنی محارب، وفد کلاب، وفد بنی البکاء، وفد بنو کنعانہ، وفد بنی عبد، وفد بنی باہلی، وفد بنی سلیم، وفد ہلال بن عامر، وفد بکر بن وائل، وفد بنی تغلب، وفد بنی شیبان، وفد بنی تجیب، وفد بنی خولان، وفد صدا، وفد بنی مراد، وفد صدف، وفد ہلی، وفد عذرہ، وفد، وفد بن کلب، وفد بنی غسان، وفد بنی عامر، وفد عنس، وفد خامد، وفد اشعریین، وفد عمان، وفد مذحج، وفد حمیر وغیرہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔

نتائج بحث:

ہر چیز کے لئے کسی نہ کسی اسلوب و منہج کی ضرورت ہے، اسی طرح دعوت و تبلیغ کے لئے بھی ایسے طریقے استعمال کرنے چاہئیں جن سے لوگ متاثر ہو جائیں اور اسلام قبول کریں۔ مقالہ ہذا سے بھی اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ دعوت دین کی کامیابی کا انحصار دعوت کے طریقے پر ہے۔ اس مقالہ سے ایک بڑی ہستی حضرت محمد ﷺ کے تبلیغی طریقہ کار کا پتہ چلا کہ حضرت محمد ﷺ نے دعوت کا جو اسلوب اختیار کیا وہ زیادہ منظم اور جامع تھا۔ ہجرت کے موقع پر لوگوں نے آپ ﷺ کے اخلاق، عمل اور معجزات کو دیکھ کر اسلام قبول کیا۔ دعاۃ کی تربیت کے

لئے مسجد نبوی میں صفہ کا قیام عمل میں لایا۔ آج بھی دعوت و تبلیغ کے کام کی وسعت کے لئے مساجد کو بطور مرکز کے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کے لئے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں تبلیغی مہمات اور مبلغین بھیجے تاکہ وہ لوگ اسلام کی خصوصیات سے آگاہ ہو کر اسلام قبول کریں۔ لوگ اسلام کی خصوصیات اور اشاعت دیکھ کر خود بخود اسلام قبول کرنے کے لئے وفود کی شکل میں مدینہ آنے لگے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے انہوں نے آپ ﷺ کا رویہ، اخلاق اور عمل دیکھ کر اسلام قبول کیا۔

حوالہ جات وحواشی

1 **محمد زاہد اقبال**، مولانا، **عصر حاضر میں غلبہ دین کو نبوی طریقہ کار**،(لاہور: ادارہ نشریات محمود احسن، 2008ء)، ص400-

2 **محمد بن عبد اللہ الحاکم**، حافظ، نیشاپوری، **مستدرک علی الصحیحین**،(لاہور: ادارہ پیغام القرآن، 2009ء)، ح37-

3 **عبداللہ بن عبد الرحمٰن التمیمی الدارمی**، **سنن دارمی**، کتاب السیر،(لاہور: اسلامی اکادمی، س ن)، 2486/2-

4 **محمد یوسف**، مولانا، لدھیانوی، **معارف النبوی**، کتاب الغزوات،(کراچی: مکتبہ لدھیانوی، 2012ء)، 130/4-

5 **مسلم بن حجاج**، القشیری، **صحیح مسلم**، کتاب الجہاد،(کراچی: دار الاشاعت، س ن)، 117/3-

6 **بخاری**، محمد بن اسماعیل، **الجامع صحیح بخاری**، کتاب المغازی،(دہلی: مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند، 2004ء)، 4302/5-

7 **ابن کثیر**، اسماعیل، ابو الفداء، حافظ عماد الدین، **تاریخ ابن کثیر**،(کراچی: دار الاشاعت، 2008ء)، 27/3-

8 **ایضاً**، 27/5-

9 **ایضاً**

10 **ابن الاثیر**، ابی الحسن علی بن محمد الجزری، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ**،(لاہور: المیزان، 2006ء)، 391/2-

11 **سورۃ النصر** 110/2-1-

12 **سورۃ الحجرات** 4/49-

13 **محمد بن سعد**، **طبقات ابن سعد**،(کراچی: نفیس اکیڈمی، س ن)، ص48-

14 **عبد الملک بن ہشام**، **سیرۃ النبی ابن ہشام**، 783/2-

15 **ابن خلدون**، عبد الرحمن، علامہ، **تاریخ ابن خلدون**،(کراچی: نفیس اکیڈمی، 2003ء)، 160/1-

16 **محمد بن سعد**، **طبقات ابن سعد**،(کراچی: نفیس اکیڈمی، س ن)، 63/1-